امام حسن عسکریؑ کے مسلمانوں پر احسانات

قائد ملت حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید کلب جواد نقوی صاحب قبلہ

یوں تو محمدؐ وآل محمدؐ کے احسانات پوری کائنات پر ہیں کیونکہ یہی وہ ذوات مقدسہ ہیں جو وجہ تخلیق کائنات و باعث خلقت موجودات ہیں۔ لولاک لما خلقت الافلاک کی سند ثابت کر رہی ہے کہ جو بھی ہے ان کے طفیل میں ہے۔ قدرت نے نظام تخلیق یوں رکھا اور ترتیب تخلیق یوں قائم فرمائی کہ محمدؐ وآل محمدؐ کا احسان پوری کائنات پر تو ہو لیکن کائنات میں کسی کا احسان محمدؐ وآل محمد ؑ پر نہ رہے۔ اس لئے ان کو پہلے خلق فرمایا اور کائنات کو بعد میں۔

ایک پھول بھی اگر چمن میں کھلتا ہے تو کتنوں کی منت کا بار لئے ہوئے، زمین کا احسان، پانی کا احسان، ہوا کا احسان مند، سورج اور دھوپ کا محتاج، ہواؤں کا منت کش، باغبان کی زحمتوں کا بار احسان اٹھائے ہوئے۔ اسی طرح سے ایک انسان بھی جب معرض وجود میں آتا ہے تو کائنات کی بے شمار اشیاء کے احسان تلے دبا ہوا۔ قدرت نہیں چاہتی تھی کہ محمدؐ وآل محمد ؑ کائنات کی کسی شئی کے احسان مند رہیں لہٰذا ان کو پہلے خلق فرمایا اور ان کے طفیل میں کائنات کو خلق فرمایا (یا بعض روایات کے مطابق انہی کے انوار سے کائنات کی تمام اشیاء کی تخلیق ہوئی ہے)۔

اب کائنات پر رسولؐ وآل رسول ؑ کا احسان ہوا اور عالم موجودات ان کا احسان مند ہے۔ اسی طرح سے اگر ان کے علمی و عملی کارنامے نہ ہوتے تو اسلام حقیقی محفوظ نہ رہتا۔ یہ انہی کا صدقہ ہے کہ صحیح اسلام ہم تک پہنچ سکا ورنہ دشمنان اسلام نے اسلام کا نقاب اوڑھ کر اسلام کو مسخ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ اگرچہ مسلمان حکمرانوں نیز مورخین ومحدثین ہمارے ائمہ معصومین ؑ کو ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت بری طرح نظر انداز کرتے رہے مگر ائمہ اطہار قدرت کی طرف سے تفویض شدہ فریضۂ حفاظت اسلام کو باحسن وجوہ انجام دیتے رہے۔ دنیا اچھی طرح سے واقف تھی کہ حقیقی اسلام انہی کے پاس ہے اور یہی وارثان رسولؐ ہیں مگر ان کی طرف رجوع جرم تھا اور ان سے کوئی حدیث رسولؐ نقل کرنا ممنوع تھا۔

اگرچہ صحاح ستہ کے تمام مصنفین نے ہمارے اماموں، بالخصوص دسویں اور گیارہویں امام کے زمانہ میں زندگیاں بسر کیں۔ محمد بن اسماعیل بخاری جن کی صحیح بخاری عام مسلمانوں میں قرآن مجید کے بعد سب سے معتبر سمجھی جاتی ہے، ان کا انتقال ۲۵۶ ہجری میں ہوا اور یہ دسویں اور گیارہویں امام کے ہم عصر تھے۔ مسلم ابن حجاج نیشاپوری جن کی کتاب صحیح مسلم دوسرے نمبر پر معتبر سمجھی جاتی ہے ۲۶۸ ہجری میں دنیا سے رخصت ہوئے اور امام حسن عسکریؑ کے معاصر تھے۔ اسی طرح دارمی کا انتقال ۲۵۵ ہجری میں ہوا اور یہ بھی امام علی النقی وامام حسن عسکری + کے ہم عصر تھے۔ ابن ماجہ قزوینی نے ۲۷۵ ہجری میں وفات پائی اور

ابن ماجہ ۲۷۵ھ، ترمذی ۲۷۹ھ اور نسائی ۳۰۳ ہجری میں وفات پائے ہیں۔ ان تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحاح ستہ کے تمام مصنفین نے اماموں کا زمانہ دیکھا صرف نسائی مستثنیٰ ہیں مگر انھوں نے بھی غیبت صغریٰ کے زمانہ میں زندگی بسر کی۔ مگر ان کی کتابوں سے ایسا تاثر پیدا ہوتا ہے کہ جیسے ان کے زمانہ میں اہلبیتؑ کا معاذ اللہ کوئی وجود ہی نہ ہو۔

یوں تو ہر امام اسلام کی بارہ دری میں ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر امام حسن عسکری -کا دور بے انتہا حساسیت اور نزاکت کا حامل ہے۔ کیونکہ آپ وہ آخری امام ہیں جو ظاہر بظاہر نگاہوں کے سامنے ہیں اور آپ کے بعد نامعلوم مدت تک کے لئے غیبت کا دور شروع ہونے والا ہے۔ لہٰذا قیامت تک کے لئے سارے انتظامات تنہا اس امام کو انجام دینا ہیں۔ نہ صرف یہ کہ قیامت تک کے لئے سلسلۂ امامت کو باقی رکھنے کا انتظام فرمانا ہے بلکہ اس کا بھی اہتمام فرمانا ہے کہ زمانہ غیبت میں لوگ گمراہ نہ ہوجائیں اور جادۂ حق پر گامزن رہیں۔ امام حسن عسکری -کا مسلمانوں پر یہ احسان عظیم ہے باوجودیکہ آقا کا تقریباً پورا زمانہ امامت قیدوبند کی سختیوں میں گذرا مگر قیامت تک کے لئے ہماری ہدایت کا انتظام فرماگئے۔ اگر امامؑ یہ اہتمام وانصرام نہ فرماتے تو حق کے متلاشی اپنے زمانہ کے امام کو پہچانے بغیر جاہلیت کی موت مرجاتے۔

اگر اسلامی تاریخ، خصوصیت سے تاریخ شیعیان اہلبیت ؑ کا باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئے گی کہ یہ امام حسن عسکریؑ ہی کی کوششیں تھیں کہ جنھوں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی محنتوں اور سابق کے سب اماموں کی قربانیوں کو رائگاں جانے سے بچا لیا اور دنیا میں اسلام واقعی اور شیعیت کو جو فروغ ہوا اس میں یوں تو ہر امام حصہ دار ہے مگر ہمارے اس گیارہویں امام کا کردار خصوصی اہمیت کا حامل ہے اس نازک حقیقت کو سمجھنے کے لئے امام حسن عسکریؑ کے دور امامت کا ایک ہلکا سا تاریخی خاکہ سمجھنا ضروری ہے۔ عباسی خلفاء نے حکومت کے لئے ایرانیوں کا سہارا لیا تھا مگر وہ اتنا سر چڑھ گئے کہ ان کی سرکوبی ضروری ہوگئی۔ اس کے لئے اب عباسی خلفاء نے ترکوں کی مدد حاصل کی اور بغداد میں ترکوں کا بول بالا ہوگیا۔ یہ ترک اسلام سے پوری طرح واقف نہ تھے ان کو اسلام سکھانے والے یہی عباسی خلفاء تھے۔ جب ان ترکوں نے دیکھا کہ رسول کی نیابت کے دعوے دار اور اسلام کے ذمہ دار خود انتہائی عیاش ظالم اور بے دین ہیں تو یہ ترک خود اسلام سے بدبین ہوگئے اور انھوں نے بغداد میں ظلم وستم کا بازار گرم کردیا اور کسی کی بھی جان ومال وعزت وآبرو محفوظ نہ رہی۔ ہر طرف ہاہا کار مچ گئی مگر عباسی خلیفہ ان کے سامنے بے بس تھے لہٰذا مجبوراً انھیں اپنا دارالخلافہ بغداد سے سامرہ منتقل کرنا پڑا اس طرح سے سارے ترک سامرہ منتقل ہوگئے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب ہمارے دو اماموں، امام علی النقی -وامام حسن عسکری - کو سامرہ طلب کیا گیا۔ ان دونوں اماموں کو انتہائی سختیوں میں رکھا گیا۔ مگر ظلم وستم کی گھٹائیں ان کے

کردار کے سورج کو چھپا نہ سکیں اور ترک ان اماموں کے لاثانی کردار سے متاثر ہونا شروع ہوئے۔ ان کو دیکھ کر انھیں اندازہ ہوا کہ حقیقی اسلام کیا ہے اور اہلبیتؑ کی محبت کے نقوش ان کے پتھر دلوں پر ابھرنے لگے۔ وحشی ترک کردار امامت سے متاثر ہونے لگے اور بہتوں نے شیعیت قبول کر لی اور جنھوں نے شیعیت قبول نہیں بھی کی ان کے دلوں میں بھی اہلبیتؑ کے لئے نرم گوشے پیدا ہو گئے۔ یہی وہ ترک تھے جنھوں نے آذربائیجان، افغانستان، ایران، یہاں تک کہ ہندوستان میں بھی شیعیت کو فروغ دیا۔ اس وقت شیعیانِ حیدر کرار کی سب سے زیادہ آبادی ایران میں ہے۔ ایران میں شیعیت کو سب سے زیادہ فروغ صفوی دور میں ہوا اور یہ صفوی بادشاہ ایرانی نسل نہیں بلکہ ترک تھے۔ اس طرح غیر شیعہ ترکوں کے دلوں میں بھی ائمہ معصومین کے لئے نرم گوشے موجود رہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ترکی میں خلافت عثمانیہ قائم ہوئی تو خطبہ جمعہ میں بارہ اماموں کے ناموں کو شامل کیا گیا۔ اور یہی ترک خلفاء تھے جنھوں نے مسجد نبوی کی محرابوں پر چہاردہ معصومینؑ کے نام کندہ کروائے جو آج تک باقی ہیں اس طرح سے کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ شیعی نقطۂ نظر سے ان کی حکومت صحیح نہیں تھی مگر صدیوں بعد بھی ٹمٹماتی ہی سہی مگر محبت اہلبیتؑ کی شمع ان کے دل میں روشن تھی۔

مسلمانوں پر بلکہ یوں کہا جائے کہ دنیائے انسانیت پر امام حسن عسکریؑ کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس امام کی آمد کا اہتمام کیا جسے قیامت تک کے لئے انسانوں کی رہبری کرنا ہے۔ دشمنوں کو علم تھا کہ امام حسن عسکریؑ کے ہی صلب سے اس آخری امام کی پیدائش ہوگی۔ لہٰذا امام علی النقیؑ کے انتقال کے فوراً بعد عباسی خلیفہ نے دائیوں کی ایک ٹیم امام کے گھر میں بھیجی تاکہ یہ پتہ لگایا جائے کہ امام کے گھر میں کوئی خاتون حاملہ تو نہیں اور جب ان خواتین نے رپورٹ دے دی کہ امام کے گھر کی کسی بھی خاتون میں آثار حمل نہیں ہیں تو امام حسن عسکریؑ کو فوراً گرفتار کر لیا گیا تاکہ اس آخری امام کی پیدائش ممکن نہ ہو سکے، جسے امام عسکریؑ کے صلب سے آنا ہے۔ مگر قدرت کے انتظامات کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ جسطرح فرعون نے پوری کوشش کر ڈالی کہ جناب موسیٰؑ دنیا میں نہ آسکیں مگر جب قدرت نے اپنا اختیار دکھلایا تو اس کی آغوش میں موسیٰ کو پرورش دلوادی۔ یہاں بھی مشیت نے کروٹ بدلی اور مسبب الاسباب نے اسباب فراہم کر دیئے۔

سامرہ میں عرصے سے بارش نہیں ہوئی، قحط کے آثار نمودار ہو گئے۔ ایک عیسائی راہب آتا ہے اور کہتا ہے کہ عیسائی مذہب حق ہے اور ثبوت یہ ہے کہ میں دعا کروں گا اور بارش ہوجائے گی۔ بارش ہوئی اور کمزور ایمان والوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا، عقیدے ڈانواڈول ہونے لگے کہ نائب رسول خلیفہ وقت نے دعا مانگی بارش نہیں ہوئی، بڑے بڑے مقدس مآب درباری علماء نے گڑگڑا کر دعائیں مانگی مگر قبول نہیں ہوئیں لیکن ایک عیسائی عالم نے صرف دعا

کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے تو گھٹائیں جھوم کر آ گئیں۔ اس واقعہ سے تختِ حکومت لرزنے لگا۔ ایوانِ حکومت میں زلزلہ آ گیا۔ جب اسلام ہی نہیں رہے گا تو اسلام کے نام پر حکومت کیسے کریں گے؟ لہٰذا اب محافظِ اسلام یاد آیا۔ اب وارثِ رسولؐ کی یاد آئی۔ درباریوں نے خلیفۂ وقت کو یاد دلایا کہ اگر اسلام کو بچانا ہے تو حسن عسکریؑ کو لایا جائے۔ امامؑ کو قیدخانے سے آزاد کیا گیا۔ امامؑ تشریف لائے اور اس عیسائی راہب کے راز کو ظاہر کیا کہ اس کی انگلیوں کے درمیان کسی نبی کی ہڈی دبی ہوئی ہے اس لئے جب یہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو رحمتِ الٰہی کو جوش آتا ہے اور بارش شروع ہوجاتی ہے۔ عیسائی راہب کے ہاتھ سے ہڈی لے کر دفن کر دی گئی۔ اب فرزندِ رسولؐ نے دستِ دعا بلند فرمائے گھٹائیں جھوم کر آنے لگیں اور جل تھل بھر گئے اس طرح دنیا نے دیکھ لیا کہ رسولؐ کا گوشت و پوست کون ہے۔ لوگ امامؑ کے دیوانے ہوگئے۔ اب خلیفۂ وقت کی ہمت نہ تھی کہ امام کو دوبارہ قیدخانہ میں بھیج سکے لہٰذا تھوڑی مدت کے لئے اسے امامؑ کو آزاد کرنا پڑا اور اس طرح آخری امامؑ کی ولادت کے اسباب فراہم ہوگئے اور دنیا قیامت تک کے لئے جہالت و کفر کی موت مرنے سے بچ گئی۔

امامؑ کا ایک اور زبردست احسان یہ ہے کہ حالتِ قید ہی میں شریعتِ حقہ کے احکام کی تدوین فرمائی اور امام کی نگرانی میں فقہ کے بہت سے نامکمل ابواب کی تکمیل ہوئی۔ جیسے بابِ رضاعت، بابِ میراث، بابِ حدود و دیات۔ اسی طرح امامؑ نے اپنے زمانہ ہی سے علماء کی تقلید کو روشناس کرایا اور ان کی وہ مشہور حدیث منظرِ عام پر آئی: **واما من کان من الفقهاء صائنا لنفسه حافظا لدينه مخالفا لهوا مطيعا لامر مولاه فللعوام ان يقلّدوه۔** فقہا میں سے وہ جو نفس پر قابو رکھتا ہو، دین کا محافظ ہو، ہوا و ہوس کا بندہ نہ ہو اور اپنے مولیٰ کے اوامر کا مطیع ہو عوام پر لازم ہے کہ اس کی تقلید کریں۔

آقا نے اپنے طرزِ عمل سے علماءِ دین کی اہمیت کو اجاگر کیا اس لئے روایت میں ہے کہ جب کوئی عالم آتا تھا تو آپ اس کی تعظیم کے لئے اٹھ جاتے تھے۔ لوگ حیران ہوکر پوچھتے تھے کہ فرزندِ رسولؐ آپ نے اس شخص کا اتنا احترام کیوں کیا؟ تو مولیٰ جواب میں فرماتے تھے کہ یہی علماء ہوں گے جو ہماری شریعت کی حفاظت کریں گے اور یہی علماء ہوں گے جو ہماری محبت کا چراغ لوگوں کے دلوں میں روشن کریں گے۔ لوگوں کو علماء کی طرف رجوع کی رفتہ رفتہ عادت پڑے اس کے لئے امامؑ نے اپنے نائب مقرر فرمائے اور لوگوں کو سختی سے تاکید کر دی کہ براہِ راست مجھ تک نہ آؤ بلکہ خمس کی رقم بھی انہی نائبین کی خدمت میں پیش کرو اور مسائل بھی انہی سے دریافت کرو تاکہ عوام کو علماء سے وابستگی کی آہستہ آہستہ عادت پڑے کیونکہ آخری امام کے ظہور تک اب دنیا کو انہیں علماءِ حق کے دامن سے وابستہ رہنا ہے۔ دیکھا جائے تو امام حسن عسکری - نے اپنی سیرت، کارناموں اور قربانیوں سے اسلام کے قلعہ کو قیامت تک

کے لئے استحکام عطا فرما دیا۔

ہمارے آقا کا سن شریف کل ۲۸ ربرس کا تھا کہ زہر دغا سے شہادت پائی۔ مگر شہادت کے بعد بھی سلسلہ ظلم منقطع نہیں ہوا اور آج تک باقی ہے اور امامؑ کے روضے کو انتہائی ظالمانہ انداز میں امریکن اور یہودی ایجنٹوں نے بموں سے مسمار کر دیا۔ اس روضہ میں چار مقدس قبریں ہیں، امام عسکریؑ کے علاوہ دسویں امام علی النقیؑ، حکیمہ خاتون اور والدہ امام حسن عسکری بھی یہاں مدفون ہیں۔ نام کسی کا بھی استعمال ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ دراصل یہ امریکی اور یہودی سازش تھی۔ اگر چہ بعض خود غرض افراد جس میں بعض مولوی نما بھی شامل ہیں اپنے ذاتی مفادات کی خاطر امریکہ اور صیہونیت کو شیعوں کا سب سے بڑا دوست ثابت کرنے پر مصر ہیں جب کہ واقعیت یہ ہے کہ اصل دشمن تو وہ ہمارے ہی ہیں کیونکہ اسلام کا اصلی سرمایہ تو ہمارے پاس ہے۔ اسی لئے عراق میں بظاہر نام القاعدہ وغیرہ کا ہے مگر دراصل پس پردہ اسلام دشمن طاقتیں کارفرما ہیں جن میں امریکہ اور اسرائیل پیش پیش ہیں۔ ہمارے ہی کچھ مولوی 'صدام' القاعدہ، طالبان وغیرہ کا نام لے لے کر امریکا کے دامن کو بچانا چاہتے ہیں یہ وہی مذموم و ناکام کوشش ہے جو یزیدؔ کے چاہنے والے اس کے دامن کو قتل امام حسینؑ سے بچانے کے لئے کیا کرتے ہیں کہ اصلی قاتل تو عمر سعدؔ ابن زیادؔ وشمرؔ وغیرہ ہیں لہٰذا ان کو برا بھلا کہہ لیجئے مگر یزید کو آپ لوگ کیوں برا کہتے ہیں وہ تو ہزاروں میل دور بیٹھا ہوا تھا اس کا کیا قصور ہے؟ اسی طرح سے امریکا اور اسرائیل کے نمک خوار مولوی بھی یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ ظلم تو صدام نے کئے، ظلم تو القاعدہ اور طالبان کر رہے ہیں لہٰذا جتنا برا بھلا کہنا ہے وہ ان کو کہئے بے چارے بش کی کیا خطا ہے؟ اس طرح سے اس روشن حقیقت پر پردہ ڈالنے کی سعی ناکام کرتے ہیں دیکھنا ہے کہ ان سب کا آقا کون ہے؟ یہ کس کے ایجنٹ ہیں اور کن کے اشاروں پر یہ مظالم کر رہے ہیں۔ صدام نے جتنے بھی مظالم کئے وہ امریکا ہی کی پالیسی کے تحت اور القاعدہ اور طالبان کا جنم داتا سوائے امریکا کے اور کون ہے؟ اس طرح کی باتوں کا جواب خواجہ حسن نظامی نے کیا خوب دیا ہے۔ جب کسی نے آپ کے سامنے کہا کہ یزید پر کیوں لعنت ہوتی ہے وہ تو شام میں ہزاروں میل دور بیٹھا ہوا تھا۔ اگر قابل لعنت ہیں تو وہ لوگ جو کربلا میں قتل امام حسین میں شریک تھے تو انھوں نے فرمایا کہ اے شخص تری عقل تو کتے سے بھی بدتر معلوم دیتی ہے۔ اس نے گھبرا کر پوچھا یہ کیسے؟ تو فرمایا دیکھ اگر کوئی کتے پر ڈھیلا مارتا ہے تو کتا ڈھیلے کی طرف نہیں دوڑتا ہے بلکہ اس شخص پر حملے کی کوشش کرتا ہے جس نے ڈھیلا پھینکا ہے۔ تیری عقل میں اتنا بھی نہیں آیا کہ اصل سبب کون تھا؟ قتل کا منصوبہ بنانے والا تو یزید ہی تھا۔ اگر فوج کی فتح کو بادشاہ کی فتح کہا جائے گا تو اگر کسی کے حکم سے کسی کا قتل ہو تو قاتل تخت حکومت پر بیٹھنے والا ہی کہا جائے گا۔

